سالانہ قیمت ۸؎

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ضیا ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
(مینو منزل۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینجر

جملہ خط و کتابت، بہ درِ ترسیل زر
بنام مینجر صاحب ہونا چاہیے
اور تمام مضامین و اشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰ ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء نمبر ۱۶

غزل

از نتائجِ طبع منشی حشمت اللہ حشمت شملوی تلمیذ جناب افسر الشعرا خاقانی ہند
مولینا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی

گیا است قاصد کہ تا رساند بسوئے عیسےٰ پیام ما را ۔ کہ جان بہ عشقت بلب رسیدہ ترحمے کن بیا خدا را
خراب گشتم بسانِ گُرہ۔ کنوں مرادہ بگوئی خوردہ ۔ تو نیک دانی کہ از شہنشہ امید احسان بود گدا را
گذشت عمرم بانتظارت۔ فتادہ جسمم بدا اگز ارت ۔ نقودِ جان و دلم نثارت۔ مکن بہجران خراب ما را
منم چو بلبل بدام بستہ۔ زسیرِ گلشن پرم شکستہ ۔ رساند بوئی گلم نہفتہ۔ ہزار منت زمن صبا را
بضعفِ ہمت شکستہ پایم۔ دے خیال تو ہست دایم ۔ بگو بگوئیت چگونہ آیم۔ تو خود نما روئی حق نما را
ندردِ عشقِ تو شد دلم خوں بشوقِ وصلت تقلب مجنوں ۔ نہادہ ام پا زخانہ بیروں کہ طے کنم منزلِ دفا را

بگو کہ حشمت چہ چارہ سازد کہ گر بشوقِ تو جان گدازد
عجب نباشد اگر نوازد عطائ فضلِ تو بے نوا را

پرنس آف ویلز جاپان میں۔ ٹوکیو ۱۴ اپریل۔ ٹوکیو میں پرنس آف ویلز کا نہایت خیر مقدم ہوا۔ ۱۸ فروری کو ڈیڑھ لاکھ طلبا پارک میں کھڑے ہو کر ایک نظم گائینگے جو اس موقعہ کے لئے تیار کی گئی ہے۔

مبارک جمعہ

خداوند یسوع کے دکھوں کا بیان زبان اور قلم سے باہر ہے۔ انسان میں طاقت نہیں کہ ان کو بیان کر سکے یا اُن کا شمار کر سکے۔ اُس کا تمام جسم اور اُس کی تمام زندگی دکھوں اور زخموں سے بھری ہے چنانچہ ذکریاہ نبی کی پیشینگوئی کی کتاب میں یوں مرقوم ہے کہ "ایک اُس سے پُوچھیگا کہ تیرے ہاتھوں پر یہ کیا زخم ہیں۔ تو جواب دیگا یہ وہ زخم ہیں جو مجھے اپنے دوستوں کے گھر میں لگے" ذکریاہ ۱۳: ۶۔

تواریخ کہتی ہے کہ جب یونان میں جمہوری سلطنت تھی تو ایک موقعہ پر ایتھنی کے ایک سردار کے دل میں بادشاہ بننے کی اُمنگ پیدا ہوئی۔ اس بات کی سخت مخالفت کی گئی۔ مگر اس چالاک سردار نے لوگوں کی ہمدردی

اپنی نسبت حاصل کرنے کے واسطے ایک موقعہ پر اُن کے پاس جاکر یوں ظاہر کیا کہ بدن زخمی۔ زخموں سے خون جاری۔ گھوڑے زخمی۔ نوکر۔ کوچبین زخمی۔ نہایت خستہ حالت میں وہ پہنچا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ یہ زخم تیرے کیسے لگے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں تمہاری مدد کے واسطے آرہا تھا کہ راہ میں تمہارے دشمنوں نے مجھے گھیر لیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ اُنہوں نے زخمی کردیا۔ لوگوں نے اُس سے بہت ہمدردی کی۔ اُس کی جان نثاری پر اُس کی طرف خاص توجہ کی۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا۔ لوگ اُس کو بادشاہ مان لیتے۔ مگر جلد ہی اُس کا فریب کھل گیا۔ دھوکے کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ درحقیقت کسی نے اُس کو زخمی نہیں کیا تھا۔ اُس نے لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے واسطے خود ہی اپنے آپ کو گھوڑوں کو نوکروں کو زخمی کردیا تھا۔ تاکہ لوگ اُس کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر بادشاہ بنالیں۔ مگر جب اُس کا فریب کھلا تو پبلک نے اُسے رد کردیا۔ خیال تو اُس سردار کا ٹھیک تھا۔ اگر راستی پر ہوتا تو مراد کو پہنچ جاتا۔

قریب دو ہزار برس کے گذرتے ہیں۔ کہ یہود کے درمیان ایک شخص نے اپنے دوستوں کو اپنے زخم دکھائے جو ان کی خاطر اُس نے اُٹھائے تھے۔ جو واقعی اُن کی خاطر تھے اور سچ مچ زخم کھائے تھے۔ زندگی بھر وہ زخم کھاتا رہا۔ لیکن جب اُس کے دوست اُس کے بارے میں شک میں پڑ گئے تو وہ ایک دن اُن کے درمیان آکر کہنے لگا کہ لو دیکھو۔ میرے زخموں کو چھوؤ۔ میرے ہاتھوں کو۔ میری پسلی کو یہ ابن داؤد تھا۔ جو پست حالی اور مفلسی میں بادشاہی لینے کو آیا۔ اور اپنی رعایا کی خاطر سخت زخم اُٹھائے۔ زندگی بھر دُکھی رہا۔ مگر اس جمعہ کے دن جو دُکھ اُس نے اُٹھائے اُن کا بیان ناممکن ہے۔ نہ صرف دشمنوں سے اُس کو دُکھ پہنچے۔ بلکہ دوستوں سے بھی۔ دشمنوں کے دُکھ تو انسان سہ لیتا ہے۔

اُس نے دشمنوں سے طمانچے کھائے۔ کوڑے کھائے کوڑے بھی کانٹے دار جس سے بدن کا گوشت اُتر جائے۔ ٹھٹھوں میں اُڑایا گیا۔ کانٹوں کا تاج اس کے سر پر رکھا اُس کے ہاتھ میں سرکنڈا دیا۔ اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر کہا۔

اے بادشاہ قوم یہود سلام ہے۔

پھر اُس کو مصلوب کرنے کے لئے لے گئے اُس کے ہاتھ و پاؤں میں کیل ٹھونک کر آسمان و زمین کے درمیان لٹکا دیا۔ چھ گھنٹہ تک اُس کی جان سخت عذاب میں رہی۔ زخموں کی شدت۔ بھوک پیاس۔ آہ۔ بھالے سے اُس کی پسلی چھید دی یہ زخم دشمنوں کی طرف سے تھے۔ جن کی اُس نے برداشت کی اور اُف نہ کیا۔

اِن کے علاوہ اور دُکھ تھے۔ سخت زخم تھے جو برداشت سے باہر تھے۔ اُن کو صبر سے سہنا اُسی کا کام تھا۔ چنانچہ زکریاہ بیان کرتا ہے کہ

اے تلوار تو میرے چرواہے پر اس انسان پر جو میرا ہمتا ہے۔ بیدار ہو۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ اُس چرواہے کو مار کہ گلہ پراگندہ ہو جاوے ۱۳: ۷۔ یہ خدا کا ہمتا۔ یہ چرواہا وہی ابن آدم ابن مریم۔ ابن اللہ۔ ابن داؤد مسیح خداوند ہے۔ چنانچہ وہ خود اس پیشگوئی کو اپنی نسبت بیان کرتا ہے۔

اور یسوع نے اُن سے کہا کہ تم سب آج کی رات ٹھوکر کھاؤ گے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو ماروں گا اور بھیڑیں پراگندہ ہو جائینگی مرقس ۱۴: ۲۷ یہ تلوار کب چلی۔ جب دوستوں کی طرف سے دُکھوں کا ہجوم تھا۔ دکھوں کے سخت تاریک بادلوں سے سورج نے بھی مُنہ چھپا لیا ۱۲ بجے سے ۳ بجے تک تاریکی کا نقاب سورج پر ایسا چھایا۔ کہ عالم اندھیرا ہو گیا۔ اس دُکھ کو سورج دیکھ نہ سکا۔ اس وقت خدا کے ہمتا چرواہے پر خدا کی وہ تلوار چل رہی تھی جو باغ عدن کی حفاظت کے واسطے کروبی گھما رہے تھے۔ اس وقت عالم خاموشی تھا۔ خدا کا برہ سوختنی قربانی ہو رہا تھا۔ خدا کی عدالت کو پورا کر رہا تھا۔ باپ نے اُسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ جب اُس نے ذمہ لیا تو اب رحم کی جا نہ تھی۔ جب تلوار اپنا کام کر چکی۔ تب صلیب پر سے خداوند نے پکارا ایلی۔ ایلی لما سبقتنی۔ کیونکہ سب سے زیادہ سخت یہ زخم تھا۔ کوڑوں پر اُس نے کوئی فریاد اُن سے نہیں کی۔ کیلوں پر اُس نے شکایت نہیں کی سب زخم اُس کو گھر کے لوگوں سے ملے۔ اُس سے پوچھا جائیگا کہ یہ زخم تجھے کہاں سے لگے جواب دیگا۔ دوستوں سے۔ وہ دوست کون تھے میرے گھر کے لوگ یہودی۔ میرے دوست۔ دوست سے جو زخم لگے وہ سخت ہے۔

پلاطوس کا صلیب کے واسطے حکم دینا ایسا سخت نہ تھا مگر یہودا کا بوسہ بہت ہی سخت تھا۔ یہودا کا بوسہ بھی ایسا سخت نہ تھا۔ پطرس کا انکار تمام زخموں سے جو انسان کی طرف سے اُس کو لگے سخت زخم تھا۔ کہتے ہیں کہ جب منصور کو سولی پر چڑھانے لئے جا رہے تھے (دیکھو صفحہ ۱۱)

نور افشاں

مطبوعہ ۲۱ اپریل ۱۹۲۲ء

یسوع مسیح زندہ ہے

ہم نہیں جانتے کہ موت کے کیا معنے ہیں یا مرنا کسے کہتے ہیں؟ موت یا مرنے کا ایک مطلب جدائی ہو سکتا ہے۔ جس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ مرنے والا اپنے جان پہچانوں سے۔ اپنے عزیز و اقارب سے اپنے جسم و روح سے جدا ہو جاتا ہے۔

جدائی کا انتہائی مطلب یہ ہے کہ مرنے والا اپنے جان پہچانوں کی یادداشت و آگاہی سے جاتا رہتا ہو بلکہ وہ اپنی خود آگاہی میں بھی نہیں رہتا وہ خود فراموش ہو چکا اُسے بھلا دیا گیا

فراموشی کا آخری مطلب یہ بھی ہے کہ مردہ شخص تمام انسانی رشتوں اور زندگی کی قیدوں اور تعلقوں سے آزاد ہو جاتا ہے پس جو شخص زندہ انسانوں کے تمام رشتوں ناطوں سے آزاد ہو جائے جو شخص اپنی اور دوستوں دشمنوں کی آگاہی سے غائب ہو جائے جو شخص اپنے اور عزیز و اقارب سے جدا ہو جائے۔ جس کی زندگی کے اختتام کا اُس کے دوستوں اور دشمنوں کو یقین ہو جائے اُسے ہم مُردہ کہتے ہیں۔ موت کا کام یہ ہے کہ جس پر وہ وارد ہو اُس پر معانی مذکورہ کو حق ثابت کر دکھائے۔

بلاشک خداوند یسوع مسیح پر موت کا حملہ ہوا وہ اسی حالت میں تین دن تک ضرور رہا جس حالت میں ہر ایک مردہ انسان رہتا ہے۔ اُس کے شاگرد اُسے قبر میں دفنا کر تیسرے دن تک اُسے بالکل بھولے رہے۔ انہوں نے کبھی یہ بات یاد تک نہیں کی کہ اُن کے اُستاد نے اُنہیں تیسرے دن زندہ ہونے کی بشارت دی تھی۔ اُن میں کوئی بھی اُس کے زندہ ہونے کا منتظر نہ تھا۔

اگر اناجیل اربعہ میں ان اقوال کو دیکھا جائے جو یسوع مسیح نے اپنے زندہ ہونے کے متعلق بیان کئے تھے تو اُن میں ہمیں کسی جگہ یسوع مسیح کے زندہ ہونے کے معنے یہ نہیں ملتے کہ لوگ جس جسم کو مصلوب کرینگے وہی جسم بغیر کسی قسم کی تبدیلی کے زندہ ہو جائیگا۔ اُس نے صرف تیسرے دن اپنے زندہ ہونے کی خبر دی تھی۔

اس کے علاوہ اگر اُن مقامات کو غور سے پڑھا جائے جو خداوند یسوع مسیح کے تیسرے دن مردوں میں سے زندہ ہونے کے ظہور یقین کئے جاتے ہیں تو اُن میں ہمیں ضرور یسوع مسیح کے طبعی جسم میں عظیم الشان تبدیلی دکھائی دیتی ہے اُن ظہورات کے جسم کو دیکھ کر کوئی شخص یہ بات مان نہیں سکتا کہ یسوع مسیح کا مرئی جسم ہی اُس کا وہ طبعی جسم تھا جو تین دن پیشتر قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ نہ یہ بات ماننے کے لائق ہے کہ جن لوگوں نے یسوع مسیح کی رؤیتیں دیکھیں وہ معمولی اور قدرتی رؤیتیں تھیں یا اُن کے قدرتی مشاہدے تھے۔ یسوع مسیح کے شاگردوں نے اُس کے دفن ہونے کے تیسرے روز سے اُس کی رؤیتیں دیکھنی شروع کیں۔ تو بھی اُنہوں نے اپنی اپنی رؤیتوں کے شخصی مرئی کو یسوع مسیح پایا۔ اُنہوں نے اس کا امتحان کیا اور بعد امتحان اُن پر ثابت ہوا کہ جس شخص کو ہم دیکھ رہے ہیں وہ واقعی یسوع مسیح ہے جو مردوں میں سے زندہ نظر آتا ہے۔ اُنہوں نے جب قبر کا امتحان کیا تو وہاں اُس کا مقدس جسم بھی مدفون نہ ملا۔ وہاں سے اُن کو یہ خبر ملی کہ وہ یہاں نہیں ہے وہ جی اُٹھا ہے۔ وہ یہ سنکر واپس آتے ہیں پس کسیکو کچھ خبر نہیں کہ خداوند یسوع مسیح کے طبعی جسم کے ساتھ کیا ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ شاگردوں نے یسوع مسیح کی جو رؤیتیں دیکھیں وہ ایک جسم لطیف کے ساتھ دیکھیں تھیں جسے قیامت کے جسم کیساتھ بڑی مشابہت تھی۔

جو کچھ ہم نے ابھی کہا وہ ایک حقیقت ہے جسے مسیحیت کے معتقدوں کی پہلی پشت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس حقیقت کا پہلا اور گہرا اثر مسیحی قوم کی پہلی پشت میں یہ نظر آسکتا ہے کہ یسوع ناصری مسیح کی صلیبی موت اس کے دوستوں اور دشمنوں کے علم و آگاہی سے دور نہیں کر سکی لوگ اس کی بابت یہ یقین نہیں کر سکے کہ وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ اُس کے اور ہمارے ہمیشہ کے لئے تعلقات و رشتے منقطع ہو چکے جس خوف و دہشت کے دور کرنے کے لئے یسوع ناصری کو صلیب پر کھینچا گیا تھا وہ خوف و دہشت پیشتر کی نسبت ہزار بلکہ لاکھ چند زیادہ ہو گئی جن پژمردہ دل شاگردوں کی کمزوری کی اُس کے جیتے جی یہ مثال تھی کہ وہ خوف کے مارے اپنے اُستاد کو چھوڑ کر بھاگتے پھرتے تھے اور اس کا انکار کرتے پھرتے تھے اور خوف کے مارے چھپتے پھرتے تھے وہ چالیس دن کی رؤیتوں کے بعد وہ بہادری۔ شجاعت و مردانگی دلیری

وایمانداری زندگی اور قوت کی وہ لاثانی مثالیں بن گئے جو پیشتر کبھی اہل دنیا کی آگاہی میں نہ آئی تھیں۔ اُن کی زندگی کی لہریں آجتک نئی امواج پیدا کرتی ہیں اور ہر ایک موج میں نیا تلاطم پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اگر یسوع مسیح کی صلیبی موت میں ہمیشہ تک مرنے کے ہی معنے ہیں تو ہم بھی یسوع مسیح کے مردوں میں سے زندہ ہونے کو مانتے ہوئے کبھی شرمندہ نہیں ہیں۔ کیونکہ تجربہ اور علم کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ یسوع مسیح زندہ ہے۔

گھر

ہمارا گھر خواہ جھونپڑی ہو خواہ بادشاہی محل ہو ہماری دنیا ہے۔ یا ہماری دنیا کا ایک وہ حصہ ہے جو ہماری ہی ملکیت ہے۔ جس پر ہمارا ہی قبضہ ہے جس کے ہم ہی مالک و مختار ہیں۔ جس کے پاس دنیا میں گھر کا مفہوم نہیں ہے وہ اگرچہ دنیا میں جیتا ہے مگر نہ دنیا میں اس کا حصہ ہے اور نہ اس میں دنیا کا حصہ ہے۔

ہمارے گھر زمینی سلطنت و بادشاہت کی ادنیٰ مگر نہایت ضروری ریاست ہیں۔ افراد کے مجموعہ سے گھر اور خاندان بنتے ہیں۔ خاندانوں کے مجموعہ سے گروہیں اور گروہوں کے اجتماع سے قومیں اور قوموں سے بادشاہتیں اور سلطنتیں بنتی ہیں پس ہمارے گھرانے گو کسی بادشاہت کی ادنیٰ ریاست ہیں۔ مگر یہ قوموں اور بادشاہتوں کی بنیاد ہیں۔ جیسے اعلیٰ و افضل گھرانے ہونگے ویسی ہی افضل اقوام و سلطنتیں بنائینگے۔ جس ہمارے گھر ایک سلطنت کی مثالیں ہیں جہاں ایک ہی محبت و خیر اندیشی کا قانون پایا جاتا ہے اور کسی قسم کی بے انصافی کا اندیشہ نہیں ہے۔

ہمارے گھر خدا کی بادشاہت کی قدرتی مثال ہیں جو ہر ایک صاحب خانہ کو یہ سبق دیتے رہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح میں کل بنی آدم کا باپ بادشاہ ہو کر اپنے ہر ایک فرزند پر محبت کی حکمرانی کرتا ہے۔ وہ اپنے خاندان کے کسی ممبر کو محبت کی حکومت کے فیوض سے محروم نہیں کیا چاہتا اُس کے سلوک اپنے بندوں سے محبت کے ہیں۔

ہمارے گھر بہشت کی مثال ہیں جس کے حصول کے لئے ہر ایک بشر کی روح تڑپتی ہے۔ وہاں خدا کی قربت و سنگت اور خدا کے پیار و محبت کی خوش وقتی کے سوا کچھ نہیں۔ جو کسی طالب حق کے دل کو تسلی دیوے۔ ہمارے زمینی گھروں کی تمام خوشحالی ہمارے آسمانی گھر کا سایہ اور عکس ہے۔ ہم اپنی خاندانی زندگی سے اور اپنے گھروں کے خیال سے مذکورہ بالا حقیقتوں کو الگ نہیں کر سکتے ہیں۔

عیسائیوں سے اپیل کا جواب

بندے ماترم میں بعض اوقات ایسے مضامین و مطالب نکلتے رہے ہیں جن کا خصوصیت سے مسیحیت اور مسیحیوں سے علاقہ ہے۔ ہم نور افشاں کے ناظرین کی آگاہی اور غور و فکر کے لئے انہیں درج بھی کرتے رہے ہیں۔ امید تھی کہ ان مطالب پر کوئی قابل شخص قلم اُٹھائیگا۔ مگر کسی کی طرف سے کچھ جواب نہ آیا۔ اسی عرصہ میں ہمعصر بندے ماترم نے "عیسائیوں سے اپیل" کی سرخی کے نیچے کسی مسیحی خاتون کی قلم سے زبردست اپیل شائع کر دی۔ جسے پڑھکر ہم نے اُن تمام نوٹوں کا اور اس اپیل کا جواب دینا جو ہم نور افشاں کے نمبروں میں پیشتر نقل کر چکے ہیں مناسب سمجھا۔

واضح ہو کہ خداوند یسوع مسیح نے جس اصول کا پابند ہو کر ساڑھے تین برس اپنی زمینی زندگی میں کام کیا وہ اصول واقعی عدم تشدد و عدم تعاون کا ہی تھا۔ عدم تعاون و ترک موالات کے اصول کو صرف اُس نے دریافت کیا بلکہ اُس پر سالوں تک کام چلا کر دکھایا۔

اس کا اصول یہ تھا کہ جو عضو تجھے ٹھوکر کھلائے اُسے کاٹ ڈال۔ ظالم کا مقابلہ نہ کر۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جائے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے۔ وغیرہ یہ وہ انجیلی مطالب ہیں جن میں عدم تشدد و عدم تعاون کے اس اصول کا بیان ملتا ہے جس کی منادی یسوع مسیح نے کی تھی۔ جس پر آپ اپنی زندگی کے آخری دم تک قائم رہے تھے۔ جس اصول نے قیصر روم کے اختیار و اقتدار کو پاش پاش کر کے اُس کی آہنی گرفت سے یہودی قوم کو رہائی دلائی تھی۔ مگر یسوع نے اس اصول کا اطلاق صرف رومی گورنمنٹ پر نہیں کیا ہے۔ بلکہ اُس نے اپنی قوم کی برائی کو پہلے بائیکاٹ کیا۔ اس نے اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ فریسیوں کے خمیر سے چوکس رہنا۔ اس نے قوم کے موجودہ لیڈروں اور اماموں کی برائی کو پہلے ننگا کیا۔ اس کی نظروں میں بری گورنمنٹ اور بری رعیت ایک ہی قدر و منزلت رکھتی تھی۔ اُس نے "جو قیصر کا ہے قیصر کو جو خدا کا ہے خدا کو دو" کے حکم میں یہ مساوات ظاہر کر دی۔ اس نے حب الوطنی کے یہ اندھے معنے کبھی نہیں لئے کہ اپنے شریر و بدکار ہموطنوں کی ضرور ہی حمایت و رعایت

کرد خواہ وہ کتنے ہی خیر بیرو بکار ہوں۔ نہ اُس نے غیر ملکی حکومت سے نفرت وحقارت کرنے کی اس وجہ سے ترغیب دی کہ وہ غیر ملکی حکومت ہے وہ جیسے رعیت کا خیر اندیش تھا ویسا ہی غیر ملکی حکومت کا خیر اندیش تھا۔

اب ہم ان واقعات کی روشنی میں سے اپنے ہموطنی پیشواؤں کو دیکھتے ہیں خصوصاً مسٹر گاندھی پر یسوع مسیح کی ٹوپی کو پہنا کر دیکھتے ہیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے سر پر وہ بہت بڑی معلوم ہوتی ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ مسٹر گاندھی ہماری نظروں میں قابل عزت لیڈر رہے۔ مگر اُس کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ وہ مثیل مسیح لیڈر ہے

آپ نے بلا شک حالات حاضرہ پیدا کرنے کیلئے اور ان میں سے گذرنے کے لئے انجیل سے بہت مدد لی۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

مسٹر گاندھی نے بلا شک غیر ملکی حکومت کو بائیکاٹ کیا۔ اس خیال کی ریلوے اور ٹیلیگراف کی اعانت سے خوب اشاعت کی۔ اس کے عیوب نقائص کی بلا شک دھجیاں اُڑائیں۔ اس میدان میں آپ کو کروڑوں شاگرد بھی ملے۔ مگر بات دیکھنے کی یہ ہے کہ مسٹر گاندھی نے قومی نقائص اور برائی سے کب بائیکاٹ کیا۔ قومی خرابیوں کی کیا اصلاح کی۔ اچھوتوں کو ہم ذات بنانے کی ایک بات مسٹر گاندھی نے کہی تھی۔ اُسے کسی نے آجتک نہ مانا۔ بلکہ خود بندے ماترم نے جو مسٹر گاندھی کا پنجابی شاگرد سمجھا جاتا ہے اس کی معقولیت کا اظہار تک نہیں کیا (بندے ماترم مطبوعہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۲ء) وہ صاحبان جو آپ کو مسٹر گاندھی کے سرگرم شاگرد یقین کرتے ہیں اچھوت جاتیوں کو ہم ذات بنانے کے معاملہ میں دم بخود ہیں۔ کیا مسٹر گاندھی نے اُن سے عدم تعاون کیا۔ جو چھ کروڑ بنی آدم کو اچھوت بنا کر ان سے کتوں سے بدتر سلوک کرتے رہے؟ انکا جواب سوا نہیں کے اور کچھ نہیں ہے۔ پس پھر مسٹر گاندھی کو کس بات میں مثیل مسیح بنایا جاتا ہے؟

سب کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے اچھوت لوگوں کو اُٹھانے اور آدمی بنانیکا کام عیسائیوں نے شروع کیا (اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہم ذات بنانے پر مسٹر گاندھی نے ہوم رول گورنمنٹ کو مبنی کیا تھا) مسٹر گاندھی نے اور آپ کے معتقدوں نے ان مسیحیوں کی کس بات میں ہمت افزائی کی جن لوگوں کو مہاتما جی یہ اپدیش کرتے رہے کہ تم اگر سوراجیہ لینا چاہتے ہو تو اچھوتوں کو ہمذات بناؤ۔ اُنہوں نے مسٹر گاندھی کی ایک نہ مانی۔ پھر بھی مہاتما جی اُن کے ایشور۔ اُن کے مثیل مسیح اُن کے ایشور کا اوتار ہو کر اُنہیں میں رہتے سہتے رہے۔ مگر مسیحی جنہوں نے آجتک قریباً ۲۰ لاکھ سے زائد بنی آدم کو ہم ذات بنایا اور آجتک بنا رہے ہیں۔ مہاتما اور اس کے شاگردوں کے نزدیک کسی توجہ کے قابل نہیں سمجھے گئے انکو مہاتما اور آپ کے معتقد اپنے سے لاکھوں میل دور اور یسوع مسیح کے طریقہ سے الگ خیال فرما رہے ہیں۔ نہ صرف غیر مسیحی اصحاب ایسا سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ مسیحی مسٹر گاندھی کو دسویں مثیل مسیح بنا رہے ہیں۔

مسٹر گاندھی کو بلا شک تکلیف ہوئی۔ گورنمنٹ ہند نے حق سے یا ناحق سے مسٹر گاندھی کو ضرور تھوڑی سی تکلیف میں ڈالا ہے۔ جس کا مقابلہ ہم نے یسوع ناصری کے مقدمہ اور کفارہ سے جا کیا ہے۔ یہ بھی بندے ماترم کی خوش اعتقادی ہے ورنہ رومی کورٹ کے یسوع ناصری کے مقدمہ اور کفارہ سے مسٹر گاندھی کے مقدمہ اور سزا کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ کیونکہ اسپات کو ایک عالم جان سکتا ہے کہ انگلش کورٹ میں جو سلوک مسٹر گاندھی سے ہوا ہے وہ آپ کا پیدا کردہ ہے۔

مسئلہ تثلیث

مؤدبانہ عرض ہے کہ اس سے پہلے کہیں کچھ لکھوں میں چاہتا کہ اپنا انٹروڈیوس آپ کے ساتھ کردوں۔ بندہ الیف۔ بسی کا ایک سوڈر ہے

ہمہ فقیر حقیر ناچیز گدا زر نقد بھلا میرے پاس کہاں جس چشمے سے دیتے ہو بکو پلا اس آپ بقائی ہو آمجھے باپ اور بیٹا روح کے نام سے آمین۔

عرض ہے کہ مسیحی تین خداؤں کو نہیں مانتے وہ صرف ایک ہی خدا کی پرستش کرتے ہیں جیسا کہ عقیدے کی پہلی سطر سے ظاہر ہے۔ "میں مانتا ہوں ایک خدا کو جو قادر مطلق باپ ہے" میں بھی بہت عرصے تک حیران و پریشاں بلکہ انگشت بدنداں رہا۔ لیکن یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہ آیا۔ اب بندہ کا پورا ایمان اس پر ہے۔ سو جہاں تک میری عقل نارسا کام کرے گی اور پاک روح رہنمائی کریگا آپ

کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس سے پیشتر کہ میں تثلیث کا مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کروں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ خدا کی وحدانیت پر چند سطور لکھوں۔

۱۔ ہندو خدا کو ایک عجیب طریقے سے واحد مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اُس کا ظہور ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز اُس کا ایک جزو ہے۔ ہم مسیحی اس پر متفق نہیں۔

۲۔ مسلمان بھائی خدا کو واحد حقیقی مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں وہ ایک ایسی حقیقت ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوئی ہے اور نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔ اس کی صفات نہ اس کی ذات کا عین ہیں اور نہ غیر ہیں۔ ہم ایسی توحید نہیں مانتے ہیں۔ مگر ہم مسیحی خدا کو ذات کے اعتبار سے واحد مانتے ہیں۔ ہمارے علم و یقین میں خدا اپنی ذات کے اعتبار سے ضرور واحد ہے۔ جس کی تشریح ذیل میں پیش ہے۔

واضح ہو کہ انسان کے مقابلے میں ہم کئی ایک ذاتیں اور قسمیں دیکھتے ہیں۔ جیسے گھوڑے، بھیڑیں، بکریاں، اور کئی اور۔ انسان کی اپنی ذات بھی ہے۔ جس میں کروڑہا افراد پائے جاتے ہیں۔ ان افراد میں مابہ الاشتراک اور مابہ الافتراق پایا جاتا ہے۔ ہر ایک انسان اپنی واحد ذات انسانی پر دلالت کرتا ہے ویسی ہی خدا کی واحد ذات ہے جس میں صرف تین فرد متحقق ہوتے ہیں۔

جہاں سے مشکل پیش آتی ہے وہ یہ بات ہے کہ خدا کی واحد ذات میں تین فرد یا شخص پائے جاتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ مشکل نہیں بلکہ مشکل کا حل ہے۔ کیونکہ دوسری طرف خدا کی واحد شخصیت ہی مٹائی گئی ہے۔ اس کی ایک شخصیت کروڑہا شخصیتوں پر تقسیم کی گئی ہے۔ پس مسیحیت کا خدا کی ایک ذات میں اب ابن روح القدس کا امتیاز تسلیم کرنا ہی حقیقی مشکل کا حل ہے

دوسری مشکل تین افراد کے ایک ہونے میں تسلیم کی جا سکتی ہے۔ اس لئے ضروری امر ہے کہ اسے حل کیا جائے۔ پہلے یہ بات بھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ ایک کے کروڑہا کروڑ ہونے کی نسبت تین کے ایک ہونے کا اعتقاد بھی مشکل کا حل ہے۔ لفظ باپ کی بابت عرض ہے کہ یہ لفظ سب ناموں کے اوپر رکھا گیا ہے یہ لفظ پُر تعظیم ہے اور اس کے مقابلے میں انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں۔ جس سے ایسی تعظیم و بزرگی و محبت ظاہر ہو۔ جو درجہ اس نام کا ہے اور کسی نام کا نہیں اور نہ ہی ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم مسیحی اُسے باپ کہہ کر پکارتے ہیں وہ ہمارا پیدا کرنے والا ہے۔ ہم اُسے والد ہی نہیں کہتے۔ وہ ہمارا باپ ہے اور ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اُس کے پاس جانے سے پہلے ہم باہر کھڑے ہو کر چٹ وغیرہ نہیں بھیجتے۔ بے روک ٹوک اُس کے پاس جا سکتے ہیں جس چیز کی ضرورت ہو مانگتے ہیں اور وہ ہمیں ملتی ہے۔ بشرطیکہ ہمارے فائدے کی ہو۔ جب ہم انسان ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہیں۔ تو کیا ہمارا باپ آسمانی ہمیں روح القدس دینے سے انکار کریگا۔ ہرگز نہیں۔ دعا کا جواب جھٹ پٹ آتا ہے پیارے یہ الفاظ ہر ایک کے واسطے مفید نہیں ہو سکتے صرف وہی جان سکتے ہیں۔ جو اُس کے پاس جانے کی کوشش کرے۔ وہ تو خود ہمارے پاس آتا ہے۔ وہی ہمارا اعلیٰ استاد ہے۔ انسان اُس کی بابت اتنا نہیں سمجھا سکتا جتنا کہ وہ خود اپنے آپ کو اپنے طالب پر ظاہر کرتا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ باپ اسم نسبتی ہے اور یہ کسی اور کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس سے اس کا تعلق ہے وہ مسیح یعنی بیٹا ہے۔ باپ کی نسبت ہمیشہ بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے۔ چونکہ باپ متکلم اور صاحب کلام ہے اور کلام خدا میں باپ بیٹے کی نسبت ہے۔ جسے نسبت تمثیلی کہہ سکتے ہیں۔ اس کلمۃ اللہ سے باقی مخلوقات مخلوق ہوئی ہے۔ یعنے کلمۃ اللہ ہی خدا اور مخلوقات میں ایک درمیانی واسطہ ہے۔ اسے دوسرے لفظوں میں عقل اول کہا جا سکتا ہے۔ یہی کلمۃ اللہ یسوع مسیح ہے جسے ابن اللہ بھی کہتے ہیں۔ خدا باپ اور بیٹے میں رشتہ محبت ہے۔ جو اس تمام خوشحالی کا مصدر ہے جو مخلوقات میں پھیلائی جاتی ہے۔

خدا کی ذات کے اسما اب و ابن ذات آلہی کی کیفیت بیان نہیں کرتے ہیں۔ اُن سے صرف ذات آلہی کے دو نسبتی اسم ضرور ظاہر کئے گئے ہیں جو اپنے اپنے مسمی کی شخصیت پر دلالت کرتے ہیں۔ مگر اسم روح القدس ایسا اسم ہے جو اب و ابن کی ذات کی لطافت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے روح القدس خدا کا اسم ذات ہے۔ جو اسم کل ہے وہ خدا کی کل ذات پر دلالت کرتا ہے۔ جب ہم خدا کا یہ پاک و مقدس نام لیتے ہیں تو اس وقت ہماری صرف اب و ابن اللہ سے ہی نہیں بلکہ خدا کی واحد ذات سے مراد ہوتی ہے۔ بس



جو کچھ ہم نے مسیحی عقیدہ کی الٰہی وحدانیت کا بیان کیا ہے وہ اگرچہ مختصر ہے۔ پر ہر ایک سلیم العقل انسان کی سمجھ میں آسکتا ہے۔ اگر کسر رہ گئی ہو تو پھر لکھنا۔

راقم۔ برکت مسیح بساوامل۔ سوڈنٹ بی۔ اے کلاس - ایف سی کالج لاہور

ٹیکس کا نیا بوجھ

خزانہ عامرہ میں گھاٹا اور اُسے پُورا کرنے کی کوشش

نیابتی حکومت رائج کرنے کا قانون دسمبر ۱۹۱۹ء میں پیشگاہ قیصری سے منظور ہوا تھا۔ مگر اُس کے رُو سے حکومتی اصلاحات کا دور جنوری ۱۹۲۱ء میں شروع ہوا تھا۔ اس کے مطابق آمد و خرچ کا سالانہ حساب یکم مارچ کو مجلس شورٰی کے دونوں حصوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ تین مدوں کو چھوڑ کر باقی تمام روپیہ اسمبلی کی منظوری سے خرچ ہوتا ہو فوجی مصارف۔ پولٹیکل وسول اور کلیسیائی صیغہ کی رقم۔ یہ مجلس شورٰی کی دست اندازی سے باہر ہے۔ یکم مارچ کو جو بجیٹ پیش ہوا اُس سے ظاہر ہوا کہ آمدنی ایک ارب (۲۸ $\frac{1}{3}$) کروڑ کے بجائے ایک ارب آٹھ کروڑ اور خرچ ایک ارب ساڑھے (۲۷) کروڑ کے بجائے ایک ارب (۴۲) کروڑ روپے ہوا ہے۔ گویا آمدنی میں کمی اور خرچ میں بیشی ہوئی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے اس کا کیا باعث ہے؟! اس کا جواب ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

ہماری آمدنی پر کچھ تو داخلی اور طبعی اسباب کا اور کچھ خارجی اور اقتصادی وجوہات کا اثر پڑتا ہے۔ اول الذکر میں بارش سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اگر وقت پر مینہ پڑے تو وارے نیارے ہیں۔ کاشتکار خوشحال۔ تاجر نہال۔ اہل تجارت اور اہلِ حرفہ بھی آسودہ ہوتے ہیں۔ ہماری خارجی تجارت بیش تر خام اشیا جیسے کپاس۔ اجناس۔ روغنی تخم (سرسوں۔ تل۔ السی وغیرہ) پٹسن۔ چاول۔ گیہوں وغیرہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اگر یہاں کثرت باران سے افراط چیزیں پیدا ہوں گی تو باہر بھی جا سکتی ہیں۔ اس سے ریلوں کی آمدنی اور معاملات اور محصول برآمد اور انکم ٹیکس وغیرہ کے صیغوں سے پوری آمدنی ہوتی ہے ۱۹۱۸ء سے قلت باران جولائی ۱۹۲۱ء تک رہی۔ اس سے فصلوں پر بہت مضر اثر پڑتا چلا آیا ہے۔ اسی وجہ سے بجیٹ میں خسارہ پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے خارجی اسباب میں ان ملکوں کی اقتصادی حالت ہے کہ جن سے ہمارا لین دین ہے اُس میں خوفناک قحط نازل ہے۔ چین بھی اسی آفت سے دوچار رہ چکا ہے۔ وسطی یورپ سخت مالی مصیبت کا شکار ہے۔ نہ تو اس کے پاس روپیہ ہے کہ جس سے وہ مال خریدے اور نہ مال کے بدلہ مال دینے کو ہے۔ اس وجہ سے ہماری چیزوں کی غیر ملکوں میں مانگ کم ہے۔

سال گذشتہ میں ہماری آمدنی اور خرچ پر نان کواپریشن کا بہت گہرا اثر نمایاں ہوا ہے جن لوگوں کو اس تحریک سے تھوڑی بہت ہمدردی ہے اُنہوں نے ترک موالات کے اقتصادی نتائج پر بہت کم خیال کیا ہوگا۔ اب ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ سے مہاتما گاندھی نے سوداگروں سے یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ باہر سے کپڑا نہیں منگائیں گے۔ پھر بدیشی کپڑے کی دوکانوں پر والنٹیروں کے پہرے بٹھا دیئے۔ اس کا اثر محصول درآمد اور ریلوں کی آمدنی اور انکم ٹیکس پر مضر پڑا۔ ریلوں کے ملازموں کی ہڑتال سے مسافر اور مال گاڑیوں کی آمدنی گھٹ گئی ریلوں کی آمد و خرچ کا خسارہ تیرہ کروڑ روپیہ تک پہنچا ہے۔ ایسٹ انڈین ریلوے کی ہڑتال سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کو کوئلہ بہم نہ پہنچ سکا ناچار بہت سی گاڑیاں بند کر دی گئیں۔ اس سے لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا۔

اب خرچ کی کیفیت سنیئے۔ بیسوں مرتبہ سپاہ فساد فرد کرنے کو بھیجی گئی۔ علیگڈھ۔ مالیگاؤں بمبئی مدراس۔ گریدہ۔ چاندپور۔ بریلی چوری چورا ہردوئی وغیرہ۔ اور فساد مالابار وغیرہ۔ اس پر سپاہ کی آمد و رفت پر ڈیڑھ دو کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ عدم تعمیل قانون سے جو بدامنی پھیل گئی ہے اس کی وجہ سے پولیس بڑھانا پڑی ہے اور اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سپہ سالار بہادر نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا سپاہ کا باسٹھ کروڑ۔ کم نہیں ہو سکتا کیونکہ اندرون مُلک میں شورش اور بدامنی ہے اور سرحد پر ہمارا پرانا دشمن موقعہ کی تاک میں بیٹھا ہے۔ گویا ترک موالات کے پیدا کردہ اثر کے باعث سپاہ میں تخفیف دشوار ہے کہ جس پر جان و مال کی حفاظت موقوف۔

تین سال ہوئے کہ مہاتما گاندھی نے ستیہ گرہ شروع کی کہ جس سے پنجاب اور دیگر مقامات

میں شورش پیدا ہو گئی۔ بالشویک لوگ یہ سمجھے کہ یہ انقلاب حکومت ہے۔ افغانوں اور سرحدیوں کو لوٹ مار کا لالچ ہوا اور انگریزی علاقہ میں آ گھسے۔ مئی میں جنگ افغانستان اور جون جولائی میں وزیریوں اور دیگر قبیلوں نے ڈیرہ جات بنوں اور کوہاٹ میں لوٹ مار شروع کر دی۔ جنگ افغانستان پر ۲۳ کروڑ روپیہ خرچ آیا۔ اور وزیرستان کی معرکہ آرائی شروع ہے۔ اس پر بیس بائیس کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ گویا ستیہ گرہ کی وجہ سے چالیس پینتالیس کروڑ روپے کا نقصان عظیم پہنچا اور نان کو اپریشن سے ایک سال ہی میں پچیس کروڑ کے درمیان براہ راست نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نان کو اپریشن سے کیسے خطرناک اقتصادی نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ خسارہ کس طرح پورا کیا جاتا ہے۔ اس کا ذکر آگے آئیگا۔

جے۔ آر۔ رائے لاہور۔

ہمعصر پیام صلح "امریکہ اور انسداد شراب" کی سرخی دے کر ذیل کا نوٹ لکھتا ہے جسے ہم پورا درج اخبار کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

امریکہ میں جب سے انسداد شراب کا قانون پاس ہوا ہے۔ اہل انگلستان ہر قسم کی افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں۔ بعض تو سرے سے اس بات سے انکاری ہیں کہ وہاں فی الحقیقت شراب بند بھی ہوئی ہے۔ بلکہ جو آئے دن وہاں کے لوگوں کے خفیہ طور پر شراب استعمال کرنے کا ذکر سناتے رہتے ہیں بعض جو مانتے ہیں کہ وہاں فی الحقیقت لوگوں نے شراب چھوڑ دی ہے مختلف پیرایوں میں اس پر ہنسی اڑاتے اور انسداد شراب کو امریکہ کی "خشکی" سے تعبیر کرتے ہیں۔

حال ہی میں امریکہ کے اخبار "لیڈیز ہوم جرنل" کا اڈیٹر لندن میں پہنچا ہے۔ تاکہ وہاں رنگ سازوں۔ چھپائی کا کام کرنے والوں اور مصوروں کے کام کا مطالعہ کرے۔

اخبار ٹائمز کا ایک نامہ نگار اس اڈیٹر سے جا کر ملا اور منجملہ اور سوالات کے شراب کے متعلق بھی اس سے پوچھا کہ وہاں کیا حال ہے تو اس نے یہ جواب دیا کہ "امریکہ کی ریاستہائے متحدہ میں تو شراب ہمیشہ کے لئے بند ہو چکی ہے"۔

نامہ نگار مذکور نے یہ بھی پوچھا کہ پچھلے دنوں جو یہ داستانیں یہاں سنائی جا رہی تھیں کہ امریکہ میں لڑکیاں شراب کے گلاس اٹھائے لئے پھرتی ہیں وہ کہاں تک حقیقت پر مبنی ہیں؟

اڈیٹر مذکور نے جواب دیا کہ "مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بندش شراب کا قانون وہاں مسلط ہو گیا تو جوہریوں نے نہایت اعلیٰ قیمتی اور سونے چاندی میں جڑے ہوئے گلاس اپنی دکانوں کی کھڑکیوں میں رکھ دیئے۔ جن کو حاصل کرنا وہاں کا فیشن ہو گیا۔ لیکن پھر بھی حالت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص کسی بڑے بھاری مجمع میں جائے۔ جس میں امریکہ کی سب سے اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ شامل ہوں۔ جیسا کہ مثلاً ییل اور ہارورڈ کی کھیل کے موقعہ پر ساٹھ ہزار تماشائیوں کا مجمع تھا۔ تو ان میں بھی پانچ سے لیکر بیس تک شراب کے گلاس غالباً ہونگے۔ اس سے زیادہ نہیں"۔

اس کے علاوہ وہ بتایا کہ "خفیہ طور پر شراب بنانا اب کم ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ ایک محض مصیبت ہی ہے اور جو شراب اس طرح بنتی ہے وہ ناگفتہ بہ طور پر بری اور خطرناک ہوتی ہے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں انسداد شراب کا قانون آخرکار مؤثر ثابت ہو رہا ہے اور اگرچہ ابھی بالکل شراب کا بیج وہاں سے نہیں اٹھ گیا۔ مگر اب وہ قریب نہ ہونے کے برابر ہے۔

اہل انگلستان اور سب سے بڑھ کر ہندوستانیوں کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ اگر مغرب ہی کو آج ہندوستان نے اپنا پیشوا سمجھا ہے تو کاش اس کے ان حسنات سے بھی بہرہ ور ہو۔

پرائمری ڈے الگزنڈرا اسکول

امرتسر

۴- اپریل کو الگزنڈرا اسکول میں پرائز ڈے بڑی شان سے منایا گیا۔ جبکہ ڈپٹی کمشنر اور دیگر اعلیٰ حکام کے بذات خود لیڈی میکلیگن صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ جن کے دست مبارک سے لڑکیوں کو انعام تقسیم ہوا۔ امرتسر کے میمی بھی حاضر تھے۔ بعض اولڈ گرلس بھی تھیں۔ ہم بہت خوش ہیں کہ لیڈی موصوفہ لڑکیوں کی حالت اور سکول کی خوبیوں سے بہت متوثر ہوئیں۔ انہوں نے

خوب تعریف کی۔ واقعی مس روبسن صاحبہ پرنسپل سکول کی جانفشانی محنت اور محبت سے سکول کی حالت کیا بلحاظ تعلیم اور کیا بلحاظ اخلاق بہت ترقی کر رہی ہے۔ لیڈی میکلیگن صاحبہ لڑکیوں کا باجا سنکر بہت محظوظ ہوئیں۔ لڑکیوں کو انعام دیئے۔ ہم مس روبسن صاحبہ کو دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے کہ اسی طرح آیندہ بھی اس کی روز افزوں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوتی رہیگی۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

نامہ نگار

ایشیا

ہندوستان میں کوکین کی بھرتی

جرمنی سے تجارت کے رشتے کے قیام سے اس بات کی امید کی جاتی ہے کہ جرمنی ہند کو کوکین سے مالامال کر دیگا۔ ایک تحقیق و تفتیش کرنے والے افسر نے بیان کیا کہ چند ماہ گذرے کہ ایک جرمن سٹیمر سے جو جرمنی سے جاپان کو جا رہا تھا نہایت دشواری سے ۲۵۰ اونس کوکین گرفتار کی تھی۔ تمام کوکین جرمنی سے آتی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا تھا کہ یہ کوکین درحقیقت ہند کے لئے تھی اور کہ جہاز کے کپتان نے جرمنی میں ایک روپیہ آٹھ آنہ اونس کے حساب سے خریدی تھی۔ جو ہند جیسے ملک میں ایک سو روپیہ اونس پر فروخت ہو سکتی تھی۔

اتوار کے روز سوڑہ سٹیشن پر یمن محمدی گرفتار کئے گئے۔ جن کے پاس ٹرنک چھوٹے پنڈوں کے تھے۔ ان میں دو سیر کوکین تھی جو تابو کر لیگئی۔ ان میں سات ہزار روپیہ اور ایک پستول اور کارتوس بھی نکلے۔

ڈاکہ اور ڈاکوؤں کو سزا

منگھیر ۱۷ اپریل کی خبر ہے کہ ہائیکورٹ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ ابھی کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ موضع کاسپور ضلع جیپور کٹک اندرا منی لہنی کے مکان پر جولائی ۱۵ سنہ ۱۹۲۱ء کے روز ڈاکہ پڑا ڈاکو ۹۰۰۰ روپیہ کا مال اڑا کر لے گئے۔ اس میں کچھ نقد روپیہ تھا اور کچھ زیورات تھے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس آف کٹک نے کٹک اور کلکتہ پولیس اور ہوڑہ پولیس کو ساتھ ملا کر تحقیقات شروع کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲ ڈاکو گرفتار کئے گئے اور مال مسروقہ بھی برآمد ہوا۔ آخر مقدمہ چلا۔ کٹک کے سشن جج اور جیوری نے آٹھ آدمیوں کو مجرم پاکر ایک کو ۷ سال بامشقت قید کی سزا دی اور دوسروں کو پانچ پانچ سال بامشقت قید کی سزا دی۔

لنڈن ۷ اپریل کی خبر ہے کہ یونانی گورنمنٹ کا اعلان ہے کہ ترکی فوج کے ایک دستہ نے یونانی صف پر حملہ کیا جسے یونانی فوج نے مار بھگایا۔ یونانیوں کے ۲ آدمی مرے اور ۱۴ زخمی ہوئے۔

سمرنا ۸ اپریل کی خبر ہے کہ افیون کار حصار اور عسکی شہر کے محاذوں پر یونانی فوج کا اجتماع ہو رہا ہے۔ یونانی فوج کے افسروں کا خیال ہے کہ عارضی صلح سے پیشتر یونان کی ایشیائی ساحل پر اس قدر فوج موجود ہوگی جس قدر فوج یونان ایشیا کوچک پر اتار سکتا ہے۔

ای آئی ریلوے سٹرائک ختم ہو چکا۔ آسنسول جو سٹرائیک کا مرکز تھا سیدھا ہو گیا ہے وہاں تمام کارندے کام پر آگئے ہیں۔

شملہ ۱۰ اپریل کی خبر ہے کہ ایورسٹ پہاڑ کی دوسری مہم پھری تون کو چھوڑ کر کھمبا جونگ کو روانہ ہو گئی ہے۔

امرتسر ۶ اپریل کی خبر ہے کہ پنجاب میں ایک ہزار اکالی گرفتار ہو چکے ہیں۔

یہ خبر پڑھکر تمام مسیحی خوش ہونگے کہ لارڈ لٹن کے پرائیویٹ سکرٹری کے لئے ڈاکٹر ایس کے دتا کا نام آیا ہے۔ آپ ابتک وائی ایم سی اے میں کام کرتے رہے ہیں۔ آپ نام سے بنگالی ہو سکتے ہیں۔ پر درحقیقت آپ پنجابی ہیں۔ ہم آپ کو دل سے اس عہدہ کے لئے مبارکباد کہتے ہیں۔

مدراس ۱۴ اپریل کی خبر ہے کہ رات کے ایک بجے کے قریب ماؤنٹ سٹریٹ میں ایک دھماکا ہوا۔ اس سے ایک مکان کی چھت اڑ گئی۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس نے چار آدمی گرفتار کئے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم آتشبازی بنا رہے تھے۔

دہلی ۱۴ اپریل کی خبر ہے کہ وہاں ہڑتال سختی سے نہیں ہوئی۔ ایسا ہی بمبئی

اور ناگپور اور الہ آباد - پونا - لاہور - کراچی اور دوسری جگہوں کا بیان ہوا ہے -

---

یورپ

جنیوا ۱۸ اپریل کی خبر ہے کہ مسٹر لائڈ جارج جنیوا پہنچ گئے -

پیرس ، ۷ اپریل کی خبر ہے کہ غیر سرکاری طور سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج نے ایم پائنکیر اور ایم بارتھو سے برسر ملاقات بیان فرمایا کہ جنیوا میں کسی صلحنامہ پر بحث و مباحثہ نہیں ہو سکتا - یہ کام ڈس آرم منٹ کا ہے - روس کے پاس اس وقت ۲۰ ...... لاکھ سٹینڈنگ آرمی ہے - دیگر وزراء نے آپ کے ساتھ اتفاق کیا ہے -

لندن ۹ اپریل کی خبر ہے کہ یورپ کی نسبت انگلینڈ کا نصب العین یہ ہے کہ فرانس کے دل سے جرمنی کی دہشت کو ہٹا کر جرمنی اور فرانس میں اتحاد و صلح کے قیام کو امید بخش بنا دیوے - اس سے فرانس انگلینڈ پر متوکل رہ سکتا ہے -

لندن ، ۷ اپریل کی خبر ہے کہ انگلینڈ میں صیغہ تجارت میں دیوالوں کی وبا پڑ رہی ہے - ۱۹۲۰ء سے مارچ تک ۳۱۰ دیوالے نکلے تھے ۱۹۲۱ء کے پہلے ۳ ماہ میں ۷۵۳ دیوالے نکلے تھے اور ۱۹۲۲ء کے پہلے ۳ ماہ میں ۱۲۱۲ دیوالے نکل چکے ہیں -

لندن ، ۷ اپریل کی خبر ہے کہ ڈبلن کسٹم ہوس پر مسلح لوگوں نے حملہ کر کے ۵۵۶۰۰ پیپے شراب کے برباد کئے -

جن میں ۵۰۰۰۰ گیلن وہسکی تھی - اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ ۲۰۰۰۰۰ پونڈ قیمت کی تھی (یہ حملہ آور بھی اچھے رہے)

برلن ۹ اپریل کی خبر ہے کہ وان فل کنہین پیشتر وزیر جنگ جرمنی کی وفات مشتہر کی گئی ہے -

برلن ۹ اپریل کی خبر ہے کہ جرمن گورنمنٹ نے تاوانی کمشن کے اس مشورے کو کہ الائز کو جرمنی پر تاوان وصول کرنے کے لئے اختیار دیا جائے نامنظور کیا ہے -

پیرس ۹ اپریل کی خبر ہے کہ کٹوونس سے خبر آئی ہے کہ جو دھماکا وہاں ہوا تھا اس سے ۲۳ اموات واقع ہوئیں اور چھ زخمی ہوئے تھے - معاملہ یہ تھا کہ جرمن کے جس علاقہ کو فرانسیسی فوج نے قابو کیا ہوا ہے اس علاقہ کے ایک گرجہ کے تہخانہ میں کسی کو جرمن ہتھیار اور گولا بارود کی موجودگی کا وہم ہوا سپاہی جو تہ خانہ میں اترے تو ایک دم دھماکا ہوا - یہ تصادم ایسے زور کا تھا کہ تمام سپاہی جو اُس کی زد میں آئے پُرزے پُرزے ہو کر سینکڑوں میٹر پر جا گرے اور گرجہ کا وہاں نام و نشاں بھی باقی نہ رہا - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ پوشیدہ اسلاحخانہ سرنگ سے متعلق تھا - جسے مٹیں لگنے سے یہ نقصان وقوع میں آیا -

مسٹر ٹامس ہوم نامی شخص نے اپنی شادی کا اشتہار دیا - آپ کی عمر ۸۰ سال کی ہے - ۱۲۰ درخواستوں میں سے ایک پسند آئی - اس سے نکاح کر ابھی لیا - عجوبہ روزگار ہے +

برلن میں سوویٹ گورنمنٹ کی مالیت سے بہت سی پوستینیں نیلام ہو رہی تھیں جنکو خریدنے کے لئے تمام یورپ سے ۶۰۰ گاہک آئے تھے - نیلامی کے وقت روسی ٹریڈنگ کمپنی مال کی دعویدار کھڑی ہو گئی - نیلامی بند کرنی پڑی -

کوپنہیگن کی خبر ہے کہ سوویٹ روس جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے - اُس نے کیف اور خرکوف سے بڑی بڑی فوجیں پولنڈ اور رومانیا اور فنلینڈ کی سرحدوں پر روانہ کر دی ہیں -

لندن ۲۳ مارچ کی خبر ہے کہ مجلس عام میں کیپٹن گیسٹ نے بیان کیا کہ یہ دل ہلادینے والی بات ہے کہ دنیا کا دوسرا جنگ ہوائی ہوگا بے انداز طاقت ہوائی جہاز بنانے میں صرف ہو رہی ہے - مختلف انداز و لمبائی چوڑائی اور طاقت اور رفتار کے ہوائی جہاز اور ہوائی بامبس تیار ہوتے جا رہے ہیں - بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے شہروں کے سروں پر ۴۰۰ سے ۵۰۰ پونڈ کے بامبس کے ساتھ جن میں مہلک غازہ اور ہیضہ کے جراثیم بھرے ہونگے ہوائی جہاز اڑینگے - وہ عورتوں اور بچونکو اسی طرح تباہ و ہلاک کرینگے جس طرح میدان جنگ میں آدمی تباہ و ہلاک ہونگے ہوائی جہازوں کی معمولی پرواز کی رفتار ۲۰۰ میل فی گھنٹہ تک ہوگی - اس جنگ سے تہذیب و شائستگی اور زمین کی انسانی آبادی برباد ہوگی - ایسی جنگ سے بچنے کی یہ تدبیر سوچی گئی ہے کہ باہمی صلح کے قائم رکھنے کی سر توڑ کوشش کی جائے -

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ سے آگے)

تو حکم تھا کہ ہر راہ گذر منصور کو پتھر مارے۔ حکم حاکم۔ منصور خاموشی سے پتھروں کی مار سہتا تھا۔ مگر راہ میں اُس کا ایک دوست تھا وہ پتھر کیسے مارتا۔ مگر حاکم کا حکم۔ اُس نے ایک پھول منصور پر پھینکا۔ پھول کی ایسی سخت چوٹ لگی کہ منصور کے منہ سے بے اختیار ہائے نکل گئی کیونکہ وہ دوست کی مار تھی۔

تواریخ میں مذکور ہے کہ جب جولیس سیزر کو دشمنوں نے آگھیرا اور سختی سے اس پر حملہ کیا۔ سب وزیر امیر اُس کے دشمن ہو گئے تھے۔ اُس نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی۔ مگر لاحاصل۔ اُس نے دیکھا کہ اس کے دشمنوں میں اُس کا دوست بروٹس بھی شامل ہے۔ اُسے دیکھ کر جولیس نے کہا۔ بروٹس تو بھی اُن کے ساتھ شامل ہے۔ یہ کہہ کر منہ پر پردہ ڈال لیا۔ اور مر گیا۔ کیونکہ بروٹس یعنے دوست کا دشمنوں میں شامل ہونا سخت دُکھ تھا۔

صلیب کے تمام دُکھ اُٹھا کر موت پر فتح پا کے آسمان پر تخت نشین ہے۔ کیلوں کے نشان موجود ہیں۔ پسلی میں بھالے کا نشان نمایاں ہے چونکہ یہ دنیا کے گناہوں کے زخم ہیں۔ اب بھی جبکہ اس کے پیارے اُس کے خون خریدے۔ اُس کا انکار کرتے یا گناہ کرتے تو اس کو دُکھ پہنچتا ہے ہم اُس کے دوست گویا دوبارہ اُسے مصلوب دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قیصر نیرو کے عہد میں جبکہ سخت ایذا رسانی تھی اس وقت پطرس روم میں تھا۔ بھائیوں نے اُسے مجبور کیا کہ روم سے نکلجائے۔ اگرچہ پطرس نے انکار کیا۔ مگر بھائیوں نے زبردستی اُسے رات کو شہر بدر کر دیا۔ جبکہ وہ اندھیرے میں شہر سے باہر نکل کر جا رہا تھا تو اُس نے رویت دیکھی کہ خداوند یسوع صلیب اُٹھائے شہر کو جا رہے ہیں۔ پطرس نے پکارا۔ خداوند سے جواب نہ ملا۔ تین دفعہ پطرس نے پکارا۔ مگر جواب ندارد۔ آخر پطرس نے کہا۔ اے خداوند تو کہاں جا رہا ہے تب جواب ملا کہ میں روم میں دوبارہ مصلوب ہونے کو جا رہا ہوں۔ کیونکہ وہاں میرے ایک دوست نے صلیب سے انکار کیا ہے

تب پطرس ہوش میں آیا اور فوراً واپس گیا جہاں شہید ہوا۔ ہم کو گناہوں سے بچانے کے واسطے خداوند کی صلیب ہی ہے اور اُس کے زخم۔ اُس کے ہاتھوں کے نشان۔ جن ہاتھوں سے وہ ہمارے دل کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اگر اُس کے زخم ہمارے مدنظر رہیں۔ مبارک جمعہ کو ہمیشہ یاد رکھیں تو ہر گناہ ہر آزمائش سے بچ جاتے ہیں ولائت کے ضلع کارنواس میں جہاں کوئیلوں کی کانیں ہیں وہاں ایک مزدور کو ایک ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ اندھا ہو گیا۔ اب وہ کان میں کام نہیں کر سکتا تھا۔ بھیک مانگ کر گذارہ کرنے لگا۔ اُس کی ایک چھوٹی بیٹی تھی جو اس کا ہاتھ پکڑ کر ادھر اُدھر لےجاتی۔ اپنوں پہاڑوں سے گا بجا کر بھیک مانگتا۔ یوں اپنا پیٹ پالتا تھا۔ گانا بجانا سننے کے شوقین عموماً شراب خانوں میں ملتے ہیں۔ سو اس کی لڑکی اُسے شراب خانوں میں بھی لیجاتی۔ جہاں نہ صرف اُس کو پیسے ہی ملتے مگر گانے گا کے ایک آدھ پگ بھی ملجاتا ایک شام کا ذکر ہے کہ دو چار شراب خانوں میں جو پھرا تو نشہ زیادہ ہو گیا۔ شراب خانہ میں مست ہوا گا رہا تھا۔ رات ہو گئی۔ بیٹی نے کہا۔ ابا جان چلو۔ اب اندھیرا ہوتا جاتا ہے اندھے کو روشنی اور اندھیرے سے کیا واسطہ ٹھہرو چلتے ہیں۔ دو چار دفعہ جو لڑکی نے چلنے کو کہا تو ایک تو کڑوا کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ آنکھ کا اندھا تو تھا ہی۔ غصہ جو آیا تو شراب کا گلاس جو ہاتھ میں تھا لڑکی کے سر دے مارا۔ سر پھٹ گیا۔ خون کی دھار اچھل نکلی۔ اسی وقت لڑکی ہسپتال میں پہنچائی گئی۔ میاں اندھے اپنی اندھیری کوٹھری میں۔ جب لڑکی تندرست ہو گئی تو اپنے باپ کو لیکر بھیک مانگنے جانے لگی۔ مگر اندھے کو اب ہوش آگئی۔ جب کوئی شراب اُس کو پیش کرتا تو وہ فوراً اپنا ہاتھ اپنی بیٹی کے زخمی سر پر پھیر کر کہتا۔ میری شرابخواری کے زخم میری بیٹی کو لگے۔ اب میں ہرگز شراب نہ پیونگا۔ یوں وہ شراب سے بچ گیا۔

اے گناہ کی مے کے متوالو۔ جب خواہش اُٹھے تو فوراً اپنے محبوب کے زخموں کو دیکھ لیا کرو۔ کیونکہ ہمارے نشے بازی کے زخم اُس کو لگے ہوئے ہیں۔ جو گویا ہم ہی نے اُسے لگائے ہیں۔ اب ہم کیوں ایسا کام کریں۔ جس سے ہمارے پیارے محبوب کو چوٹ لگے۔ زخم لگیں۔ ہر جمعہ کو یاد رکھو۔ ہر جمعہ کو اپنے محبوب کے زخموں پر سوچا کرو۔ یاد رکھو کہ اُس نے اپنا خون بہا کر ہم کو بچایا۔ ہم کو خریدا۔ اب ہمارا ورد شبانہ روز یہ چاہیے۔

چہ نامی کہ مولائی نام توام

بجو نت خرید غلام تو ام

واعظ

خیالات کا تولنا

امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے پروفیسر نے خیالات کے تولنے کا تجربہ کامیابی سے کیا ہے مختلف طالب علموں کو ایک نہایت صحیح کانٹے پر بٹھلا کر اُن سے مختلف ورزشیں کرائی ہیں مثلاً مختلف سوالات ریاضی کے حل کرائے ہیں اور جوں جوں سوالات مشکل یا سہل ہوتے گئے کانٹا اسی نسبت سے بھاری یا ہلکا ہوتا گیا اور جب ان طلبا نے ٹانگوں سے ورزش کرنے کا خیال دل میں جمایا اور خون سر کی نسبت ٹانگوں میں زیادہ چلا گیا تو کانٹے نے بتلا دیا کہ خون کا زیادہ وزن کس طرف ہے۔ (اصلاح)

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے نمونے کا پرچہ سی۔ ایچ بنیڈیکی بی۔ ایس سی ایڈیٹر و مینیجر مخزن مسیحی محلہ مٹھیگنج سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اُردو کی پہلی کتاب ۲ر	رومن پنجابی پرائمر ۱ر
دوسری ۳ر	تیوہار۔ اسلام میں مسیح ۱ر
صحت جسمی بہ تیرہ نقطہ ۔ر	ینابیع الاسلام ۳ر
مسئلہ التخلیق ۲ر	ویدوں کی اصل ۳ر
صراط المستقیم ۸ر	دو سوال ۳ر

پتہ۔ مینیجر کرسچن بک سٹور۔ لودھیانہ

دستور العمل نورافشاں

سالانہ قیمت ہندوستان کے حدود کے اندر ۶ر

غیر ممالک سے ۸ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ¼ حصہ	سعہ	بعہ	عـہ
چوتھائی کالم	عـہ	عـہ	للعہ
نصف کالم	عـہ	للعہ	سعہ
پورا کالم	للعہ	سعہ	۱
پورا صفحہ	ما	ماعہ	سا

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ہر لیکن کسی اشتہار کے لئے عـہ سے کم نہ لیا جائیگا۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے۔

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۱۶ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم سٹی مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم چھ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم اور کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جو لڑکا ماہوار سے ماہوار کو ونول عـہ سے عـہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینیجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بنا کر اس کا پتہ مینیجر کے دفتر میں بھیج دیوے اور ان کے نام پر نورافشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

مینیجر نورافشاں

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا